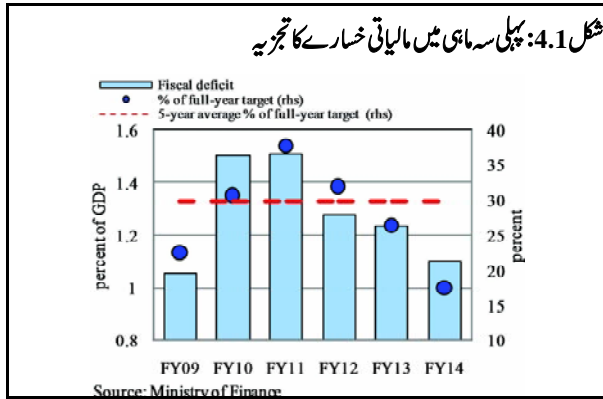


4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 مالیاتی سرگرمیاں



مالی سال 14ء کے بجٹ میں مالیاتی یکجائی کو جی ڈی پی کے 1.7 فیصد تک رکھنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جس سے بجٹ خسارہ کم ہو کر 6.3 فیصد تک ہو جائے گا۔¹ اس مقصد کے حصول کے لیے متعدد اقدامات کرنے ہوں گے جن میں یہ شامل ہیں: (i) زراعت کا مرحلہ وار خاتمہ کر کے بجلی کی قیمت بڑھانا² (ii) بعض بالواسطہ اور بلا واسطہ ٹیکسوں میں اضافہ (iii) صوبوں سے سمجھوتہ کہ وہ مالی سال 14ء میں مالیاتی فاضل ظاہر کریں گے اور (iv) تھری جی لائنوں کی نیلامی اور سرکاری حصص کی فروخت۔³

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بجٹ خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کا 1.1 فیصد رہ گیا جو گذشتہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں 0.1 فیصدی درجے کی کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، یہ خسارہ آخر ستمبر 2013ء کے لیے آئی ایم ایف پروگرام میں دی گئی حد سے کافی کم ہے۔⁴ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پہلی سہ ماہی کا خسارہ پورے سال کے ہدف کا 17.5 فیصد تھا جو گذشتہ 5 برسوں کی اوسط سے خاصا کم ہے (شکل 4.1)۔

مالیاتی کھاتوں میں بہتری کی وجوہات میں اخراجات میں سست رفتاری اور محصولات کی وصولی میں اضافہ شامل ہیں (جدول 4.1)۔ اگرچہ محصولات میں اضافہ ٹیکس شرحوں (جیسے جی ایس ٹی) میں اضافے اور بعض یکبارگی غیر ٹیکس محصولات کا نتیجہ تھا تاہم اخراجات میں کمی مالی سال 13ء کے دوران ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مجموعی طور پر 300 بی پی ایس کی کمی کے باعث ہوئی جس کی وجہ سے مالی سال 14ء کے دوران قرضوں کی واپسی جزو اکم ہو گئی تھی (سیکشن 4.3)۔ مزید برآں، صوبائی مالیاتی کھاتوں میں بھی قابل ذکر بہتری دیکھی گئی کیونکہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی فاضل گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 12.1 فیصد زیادہ تھا۔

1 مالی سال 13ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 8 فیصد تک ہو گیا۔

2 حکومت آئندہ تین برسوں میں بجلی پر زراعت ختم کرنا چاہتی ہے۔

3 بجٹ تخمینوں میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت رقم کی آمد بھی شامل ہے۔

4 آئی ایم ایف کی جانب سے مقرر کردہ 419 ارب روپے کی حد کے مقابلے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اصل بجٹ خسارہ (علاوہ گرانٹس) صرف 297 ارب روپے تھا۔ بشمول گرانٹس سہ ماہی کے دوران اصل بجٹ خسارہ 286.9 ارب روپے رہا۔

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ پہلی سہ ماہی				
ارب روپے				
مبدا (فیصد)		اصل		
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	
19.9	29.7	829.7	692.1	مجموعی حاصل
19.0	10.3	537.1	451.3	ٹیکس حاصل
21.5	93.2	292.7	240.8	غیر ٹیکس وصولیاں
		0.0	107.3	اتحادی سپورٹ فنڈ
14.4	23.4	1,116.6	975.9	مجموعی اخراجات
6.9	23.7	868.4	812.4	جاری
127.3	-14.6	170.1	74.9	ترقی و خالص قرض گاری
-12.0	90.6	78.1	88.7	غیر شناخت شدہ
1.1	10.4	-286.9	-283.8	مجموعی مالیاتی توازن
مالکاری بذریعہ:				
		-27.2	-1.6	بیرونی وسائل
		314.1	285.4	اندرونی وسائل
		198.0*	151.5	بینکاری نظام
		116.1	133.9	غیر بینک
				بلحاظ جی ڈی پی فیصد
		-1.1	-1.2	مجموعی مالیاتی توازن
		-0.1	-0.5	محصولاتی توازن
		0.1	0.1	بنیادی توازن
* وزارت خزانہ کی جانب سے ملکی بینکاری نظام سے مالکاری کا ڈیٹا اور زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار سے معمولی فرق ہے (جدول 3.1)۔				
براہ مہربانی تفصیلات کے لیے اعداد و شمار کی توجیح نمبر 5 ملاحظہ فرمائیے۔				
ماخذ: وزارت خزانہ				

مالی سال 14ء کے دوران مالیاتی کارکردگی میں بہتری سے قطع نظر اس مدت کے دوران سرکاری قرضوں میں ریکارڈ 10 کھرب روپے اضافہ ہوا۔ اضافی قرضوں کا ایک حصہ سہ ماہی کے دوران مالیاتی فرق کی مالکاری کے لیے ضروری تھا جبکہ 40 فیصد اضافی قرضہ شرح مبادلہ میں منفی تبدیلیوں کا نتیجہ تھا (سیکشن 4.4)۔

اگرچہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی پوزیشن حوصلہ افزا تھی تاہم ہمارے خیال میں پورے سال کی کارکردگی کا دارومدار تین عوامل پر تھا جو یہ ہیں: (i) زراعت کی سطح اور بجلی کے شعبے کے گردش قرضے کی دوبارہ چکائی کی ممکنہ ضرورت (ii) ایف بی آر کی کارکردگی اور (iii) سی ایس ایف کی مقدار اور تھری جی لائسنس نیلامی کی وصولیوں سے قوم کی آمد۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے سال کے دوران ہدف کے مطابق 34.6 فیصد کی کمی کا امکان نہیں ہے۔ ہماری اس رائے کا سبب یہ ہے کہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بجلی کی قیمتوں میں منتخب اضافے کے باوجود زراعت تقریباً گزشتہ

برس کی سطح پر ہے۔^{5,6} جبکہ بجلی کی قیمتوں کے فیصلوں سے متعلق قانونی پیچیدگیاں حکومت کی جانب سے زراعت کا بوجھ کم کرنے کی کوششوں کو متاثر کرتی رہیں گی۔⁷

5 اگست 2013ء میں صنعتی صارفین کے لیے بجٹ کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا تھا جبکہ گھریلو صارفین کے لیے اضافہ نومبر 2013ء سے نافذ العمل ہوا۔

6 بجٹ کے ٹیرف میں اضافہ خوش آئند ہے لیکن بلوں کی وصولی اور ترسیل و تقسیم کے نقصانات کو کم از کم رکھنے کے لیے مزید موثر کوششوں کی ضرورت ہے۔

7 حکومت نے بجلی کی قیمت میں پہلی مرتبہ اگست 2013ء میں اضافہ کیا تھا۔ تاہم اس فیصلے کو قانونی مسائل کی وجہ سے بعض بڑے صارفین (رہائشی، کمرشل و بڑے صارفین) کے لیے جزدی طور پر واپس لے لیا گیا۔ اکتوبر 2013ء میں حکومت نے ایک بار پھر بجلی کی قیمت میں اضافہ کر دیا تھا۔

جہاں تک ٹیکس محصولات کا تعلق ہے، اب تک وصولیوں کی کارکردگی حوصلہ افزا رہی ہے لیکن سالانہ ہدف پورا کرنے کے لیے سال کی بقیہ مدت کے دوران ٹیکس وصولیوں میں اب بھی 30.3 فیصد اضافے کی ضرورت ہے۔ حالیہ برسوں میں ایف بی آر کی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔⁸ بنیادی خدشہ یہ ہے کہ ٹیکس محصولات میں اضافہ 2013-14ء کے بجٹ میں ٹیکسوں کی شرح میں اضافے کا نتیجہ تھا۔ ہماری رائے میں اس کا پائیدار حل ٹیکس کاری نظام بہتر بنانا، ٹیکس مشینری میں خامیوں کو دور کرنا، اور سب سے اہم ٹیکس بنیاد کو وسیع کرنے میں مضمر ہے۔ آئی ایم ایف نے بھی خسارے میں کمی کے لیے جی ایس ٹی یا کٹ ٹیکس کی شرحوں میں مزید اضافے سے گریز کی ضرورت کا عندیہ ظاہر کرتے ہوئے معیشت کو دستاویزی بنا کر ٹیکسوں کی بنیاد بڑھانے پر توجہ مرکوز کرنے پر زور دیا ہے۔⁹

مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی¹⁰ میں صورتحال پر اثر انداز ہونے والا اہم عامل اتحادی سپورٹ فنڈ کی وصولی اور 3 جی نیلامیوں سے رقوم ملنے کے لیے درکار ضروری اقدامات پر ہوگا۔¹¹ گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) سے متعلق قانونی مسائل کے حل^{12,13} اور آئی ایم ایف سے طے شدہ گیس کے صارفین کے لیے جی آئی ڈی سی میں اضافے سے بھی حکومت کی پوزیشن بہتر ہوگی۔¹⁴ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ 2013-14ء کے بجٹ میں دیئے گئے 38.0 ارب روپے کے مقابلے میں حکومت اس زمرے سے تقریباً 125.0 ارب روپے جمع کر سکتی ہے۔ پورے سال کے مالیاتی نتائج کو لاحق خطرات میں ہدف سے کم ٹیکس وصولیاں، توانائی کے شعبے میں گروشی قرضوں کا دوبارہ نمودار ہونا اور سال کی دوسری ششماہی میں بلند سودی ادائیگیاں شامل ہیں۔ اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 14ء کے دوران مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 6 تا 7 فیصد کی حد میں رہے گا۔

4.2 حاصل

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حاصل میں 19.9 فیصد کا اضافہ ہوا جو مالی سال 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 29.0 فیصد تھا (جدول 4.2)۔ یہ اضافہ ٹیکس وغیرہ ٹیکس حاصل دونوں میں ہوا ہے۔

8 گزشتہ پانچ برسوں کے دوران آکٹوبر تا جون میں ایف بی آر کے محصولات میں اوسط نمبر 14.1 فیصد رہی ہے۔

9 آئی ایم ایف کنفری رپورٹ نمبر 14/1 بتاریخ جنوری 2014ء، "First Review under the Extended Arrangement under the Extended Fund Facility،"۔

10 "Request for Waiver of Nonobservance of a Performance Criterion and Modification of Performance Criteria"

11 پاکستان کو آکٹوبر 2013ء میں سی ایس ایف کے تحت 322.2 ملین ڈالر کی رقوم موصول ہوئی۔

12 حکومت پاکستان نے مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی میں 3 جی نیلامی کے لیے بین الاقوامی مشیر کی خدمات حاصل کی ہیں۔

13 جی آئی ڈی سی پہلی مرتبہ 2011ء میں "گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی)" ایکٹ 2011ء کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا جس کا بنیادی مقصد قدرتی گیس درآمد کرنے کے انفراسٹرکچر کو ترقی دینے کے لیے فنڈ زرمینا کرنا تھا۔ اس وقت یہ تخمینہ لگایا گیا تھا کہ اس مدت میں حکومت کو سالانہ تقریباً 134 ارب روپے حاصل ہوں گے جن سے پاکستان ایران گیس پائپ لائن، ترکمانستان افغانستان پاکستان انڈیا (ٹی اے پی آئی) گیس پائپ لائن اور انفراسٹرکچر کے جاری منصوبوں کے لیے مالکاری کی فراہمی میں مدد ملے گی۔

14 جولائی 2013ء میں پشاور ہائی کورٹ نے حکومت کی جانب سے جی آئی ڈی سی کی وصولی کو معطل کر دیا تھا۔ حکومت نے اس معطلی کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جس نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو مسترد کر دیا جس کا نتیجہ جی آئی ڈی سی کی بحالی کی صورت میں نکلا۔

15 حکومت نے 31 دسمبر 2013ء کے ایس آر او 1091 (1) 2013ء کے ذریعے آخر دسمبر 2013ء میں گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس کو بڑھا دیا تھا۔ حکومت نے کھاد کے فیڈ اسٹاک پر جی آئی ڈی سی کو 197/ایم ایم بی ٹی یو سے بڑھا کر 300 روپے/ایم ایم بی ٹی یو کر دیا۔ اسی طرح بجلی اور صنعتی شعبے پر جی آئی ڈی سی کو گنا کرتے ہوئے 50 روپے/ایم ایم بی ٹی یو سے بڑھا کر 100 روپے/ایم ایم بی ٹی یو کر دیا گیا۔

جدول 4.2: ٹیکس وغیر ٹیکس حاصل - پہلی سہ ماہی				
ارب روپے				
تبدیلی		اصل		
فیصد	مطلق	م 14ء	م 13ء	
19.9	85.8	537.1	451.3	ٹیکس حاصل
17.8	24.2	160.8	136.5	بلا واسطہ ٹیکس
20.1	42.6	255.9	212.4	اشیا و خدمات پر ٹیکس
7.6	1.7	24.7	22.0	ایکسا نڈ ڈیوٹی
21.5	40.9	231.2	190.3	سیلز ٹیکس
3.9	2.0	52.8	50.8	عالمی تجارت پر ٹیکس
48.9	14.0	42.8	28.7	دیگر ٹیکس
12.9	2.9	25.8	22.8	پیٹرولیم لیوی
21.5	51.8	292.7	240.8	غیر ٹیکس حاصل
283.5	44.6	60.6	16.0	سود و منافع منقسمہ
60.0	30.0	80.0	50.0	اسٹیٹ بینک کا منافع
-98.2	-105.3	1.9	107.3	دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)
434.2	16.9	20.8	3.9	گیس پر ترقیاتی سرچارج
29.3	4.3	19.2	14.8	راہائی
124.7	61.2	110.3	49.1	متفرق
جس میں				
	67.6	67.6	0	یونیورسل سروس فنڈ
19.9	137.6	829.7	692.1	مجموعی حاصل
ماخذ: وزارت خزانہ				

ایف بی آر ٹیکس¹⁵

پاکستان میں ٹیکس اور جی ڈی پی کے خاصے کم تناسب کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے مالیاتی یکجائی کی کوششوں میں توجہ ٹیکس حاصل کو بڑھانے پر مرکوز رہی ہے۔ اب تک ان کوششوں میں توجہ بعض بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کی شرح کو بڑھانے پر دی گئی ہے (بکس 4.1)۔

اس کے نتیجے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں 17.0 فیصد اضافہ ہوا جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 7.9 فیصد بڑھے تھے۔ اس بہتری میں اہم حصہ بالواسطہ ٹیکسوں خاص طور پر ملکی فروخت پر عائد جی ایس ٹی کا تھا۔ اس جز میں صرف پیٹرولیم مصنوعات اور کھاد کا حصہ نصف سے زائد تھا۔ تاہم مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں درآمدات اور کسٹم ڈیوٹیز پر عائد جی ایس ٹی سے حاصل کمزور رہے جس کا سبب ہائی اسپڈ ڈیزل (ایچ ایس ڈی) اور گاڑیوں کی درآمدات میں سست رفتاری تھا (باب 5)۔

پہلی سہ ماہی میں بلاواسطہ ٹیکسوں میں بھی 17.5 فیصد اضافہ ہوا جس کا اہم سبب درآمدات، ٹیلی فون بلز اور تنخواہوں پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا بڑھنا تھا۔ مجموعی طور پر مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولیاں سہ ماہی ہدف کا 95 فیصد تھیں جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 82.2 فیصد رہی تھیں۔

غیر ٹیکس محاصل

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کی غیر موجودگی کے باوجود غیر ٹیکس محاصل میں گزشتہ برس کی نسبت 21.5 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس کا سبب کئی یکبارگی عوامل ہیں جن میں حکومت کو پی ایس ایز¹⁶ سے 56.7 ارب روپے

¹⁵ اس سیکشن میں استعمال ہونے والی معلومات ایف بی آر کے نظر ثانی شدہ ڈیٹا پر مبنی ہے جسے ایف بی آر کے سہ ماہی جائزہ برائے جولائی تا ستمبر کی جلد 13 نمبر 1 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔

¹⁶ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں وفاقی حکومت نے بجلی کے شعبے میں گردش قرضے میں 138 ارب روپے کی غیر نقد مبالغہ کی تھی۔ یہ رسید بھی اس مبالغہ کا حصہ ہے۔

کے مارک اپ کی وصولی اور وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی کی جانب سے یونیورسل سروس فنڈ (یو ایس ایف) اور تحقیق و ترقی فنڈ (آر ڈی ایف) کے 67.6 ارب روپے کی مجموعی وفاقی فنڈز میں منتقلی شامل ہیں (باب 1)۔ ان یکبارگی عوامل کے بغیر مالی سال 14ء میں غیر ٹیکس محاصل مالی سال 13ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں کم رہتے۔

بکس 4.1: مالی سال 14ء میں متعارف کردہ ٹیکس اصلاحات¹⁷

وفاقی بجٹ 2013-14ء میں ٹیکسوں کی وصولی کو بڑھانے کے لیے بعض اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا۔ ان اقدامات کو چار مہینوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (i) شرح ٹیکس میں اضافہ (ii) ٹیکس بنیاد میں توسیع (iii) ٹیکس کاری نظام کی بے قاعدگیوں دور کرنا (iv) ٹیکس نفاذ میں بہتری لانا۔ اس ضمن میں ایف بی آر کی جانب سے ٹیکس کاری نظام میں پہلی سہ ماہی کے دوران ذیل میں دی گئی تبدیلیاں متعارف کرائی گئی ہیں۔

محصولاتی اقدامات

آمدن / دودھ ہولڈنگ ٹیکس

- 1۔ پری پیڈ اور پوسٹ پیڈ دونوں قسم کے موبائل فون صارفین پر دودھ ہولڈنگ ٹیکس کی شرح کو 10 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کر دیا گیا۔
- 2۔ نقد رقم نکھوانے پر قابل مطابقت دودھ ہولڈنگ ٹیکس کی شرح کو ایک دن میں 50,000 روپے سے زائد رقم پر 0.2 فیصد سے 0.3 فیصد کر دیا گیا۔
- 3۔ کارپوریٹ ٹیکس دہندگان سے موصول ہونے والے منافع منقسمہ پر 10 فیصد دودھ ہولڈنگ ٹیکس (نا قابل مطابقت) متعارف کرانا۔
- 4۔ بلڈرز پر تعمیر شدہ رقبے کی فروخت پر 25 روپے فی اسکوئر فٹ اور لینڈ ڈویلپر ز پر رقبے کی فروخت پر 50 روپے فی اسکوئر یارڈ کی شرح سے آگے ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔
- 5۔ تنخواہ کی آمدنی کے موجودہ پھیلاؤ کو بڑھا کر بارہ کر دیا گیا۔ تنخواہ کی آمدنی پر ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ شرح میں جارحانہ اضافہ کرتے ہوئے اسے 20 فیصد سے بڑھا کر 30 فیصد کر دیا گیا۔
- 6۔ غیر کارپوریٹ ٹیکس دہندگان کی کاروباری آمدنی پر ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ شرح میں جارحانہ اضافہ کرتے ہوئے 60 لاکھ روپے سے زائد آمدنی کی موجودہ زیادہ سے زیادہ 25 فیصد شرح کو بڑھا کر 35 فیصد کر دیا گیا۔

سیلز ٹیکس

- 7۔ معیاری ٹیکس شرح کو 16 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد کر دیا گیا۔
- 8۔ مزید، جہاں قابل ٹیکس رسد غیر رجسٹرڈ افراد کو فراہم کی جارہی ہے اس پر 1 فیصد کی شرح سے ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔
- 9۔ غیر رجسٹرڈ کمرشل و صنعتی ٹکنیشن رکھنے والوں پر بجلی و گیس کے بلوں کے ذریعے 5 فیصد کا اضافی سیلز ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔

ایف ای ڈی

- 10۔ سگریٹ پر ایف ای ڈی کی شرح کو سادہ بناتے ہوئے اس کی تشکیل نو کی گئی ہے۔ مرکب فارمولے کی بنیاد پر تین سلیب کے بجائے اب مخصوص شرح پر مبنی دو سلیب کر دیئے گئے ہیں۔
- 11۔ کاربونیٹڈ (carbonated) مشروبات پر وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کی شرح کو 6 فیصد سے بڑھا کر 9 فیصد کر دیا گیا ہے اور اس شعبے میں چوری اور بے قاعدگیوں کو روکنے کے لیے ان مشروبات پر گنجائش پر مبنی ٹیکس کاری متعارف کرائی گئی ہے۔
- 12۔ درآمد شدہ بیجوں پر 40 پیسہ فی کلوگرام فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور بنیاتی گھی یا خوردنی تیل کی اشیاء سازی کے مرحلے پر قابل ادائیگی ایف ای ڈی کے بجائے بنیاتی گھی اور خوردنی تیل کے اشیاء سازی کی جانب سے مقامی طور پر تیار ہونے والے تیل کی خریداری پر 1 روپیہ فی کلوگرام ایف ای ڈی¹⁸۔
- 13۔ سینٹ یافراہم کردہ خدمات یا اثاثہ جاتی انتظام کی کمپنیوں کی جانب سے دی جانے والی خدمات کو ایف ای ڈی سے استثناء۔
- 14۔ مالی خدمات پر چارج کرنے کی وسعت میں توسیع کرتے ہوئے تمام اقسام کی مالی خدمات بشمول بینکوں، بیمہ کمپنیوں، مضاربہ کمپنیوں، مشارکہ، اجارہ کمپنیوں، زرمبادلہ ڈیلرز، غیر بینک مالی اداروں، اثاثہ جاتی انتظام کی کمپنیاں وغیرہ، جن پر 16 فیصد کی وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کا اطلاق ہوتا ہو۔

¹⁷ ماخذ: فنانس ایکٹ 2013ء، ایف بی آر سہ ماہی جائزہ، جلد 13، نمبر 1 برائے جولائی تا ستمبر 2013ء، بجٹ تقریر 2013-14ء، فنانس بل 2013ء کی شیڈول پر ایف بی آر کے نوٹس اور گرائف تھورنٹن ٹیکس میمورنڈم 2013ء۔

¹⁸ قبل ازیں درآمدی بیجوں کو کسی بھی قسم کے ٹیکس یا ڈیوٹی سے استثناء حاصل تھا جبکہ مقامی پیدا کردہ بیجوں کے تیل پر 16 فیصد ٹیکس عائد تھا جو مقامی کاشت کاروں کو متاثر کر رہا تھا۔

سکشم ڈیوٹی

15۔ مالی سال 14ء کے بجٹ میں مخلوط (hybrid) کاروں اور انرجی سیور سسٹم بعض اجزاء پر سکشم ڈیوٹی میں کمی کردی گئی ہے لیکن کوئی نیٹیکس متعارف نہیں کرایا گیا جبکہ سپاری پر ڈیوٹی میں 5 فیصد اور سپاری کے پتوں پر 200 روپے فی کلوگرام سے بڑھا کر 300 روپے فی کلوگرام کر دیا گیا۔

عملدرآمد میں بہتری کے اقدامات

- 1۔ ہریکار کی کمپنی ایف بی آر کو مابانہ بنیادوں پر ایک فہرست فراہم کرے گی جو اس لاکھ یا اس سے زائد کی امانتوں کی تفصیلات پر مشتمل ہوگا۔
- 2۔ ایف بی آر کو پیداواری کنٹریکٹس یا معین بنیادوں پر نیٹیکس کے نفاذ اور جمع کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔
- 3۔ عملدرآمد میں بہتری اور بدعنوانی کی حوصلہ شکنی کے لیے ایف بی آر کے افسران کو انعام دینے کے اقدامات متعارف کرائے گئے۔
- 4۔ زرعی مشینری کی درآمد، سیاحتی شعبہ، جیکبیتک صنعت اور دوا سازی پر استثنائے رعایت کے ضوابط کی کنٹرول کو تقویت دی جارہی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ صرف اصل درآمد کنندگان ہی اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں گے۔
- 5۔ درآمدی اجزے کے لیے وی بوک (WeBoc) کے نام سے ایک نیٹ ورک نظام قائم متعارف کرایا گیا ہے۔ یہ ایک خود کار اور شفاف نظام ہے جو نیٹیکس دہندگان اور نیٹیکس جمع کرنے والوں کے درمیان رابطے میں کمی کر دے گا جس سے بے ضابطگی کو کم سے کم کرنے میں مدد ملے گی۔
- 6۔ ایف بی آر کو ایکٹرانک مانیٹرنگ کے ذریعے پیداوار فروخت، بلیئرٹس، اسٹاکس یا کسی بھی دیگر سرگرمی کی نگرانی کا اختیار دیا گیا ہے۔
- 7۔ صنعتی و کمرشل بجلی کے صارفین کے لیے ایسی صورت میں نیٹیکس گوشوارے جمع کرانے کو لازمی قرار دیا گیا ہے جہاں پر بجلی کا بل 500,000 روپے سالانہ ہو جبکہ اس کی موجودہ حد 1,000,000 روپے سالانہ تھی۔

4.3 اخراجات

جدول 4.3: مالیاتی اخراجات کا تجزیہ۔ پہلی سہ ماہی				
ارب روپے				
مطلق		بجٹ تخمینوں کا فیصد		
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	
812.4	868.4	33.9	30.7	جاری اخراجات
جس میں				
312.8	301.1	33.8	26.1	سودی ادائیگی
58.0	59.0	27.8	24.5	زرعانت
441.5	508.2	35.0	35.4	غیر سودی غیر زرعانت
74.9	170.1	12.7	21.6	ترقیاتی اخراجات
30.3	44.9	8.4	8.3	سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام
44.6	125.2	4.2	13.2	صوبوں کو گرانٹس اور دیگر اخراجات بشمول خالص قرض گاری
89.7	78.1	--	--	غیر شناخت شدہ
975.9	1,116.6	32.7	30.9	کل
975.9	978.6	32.6	27.0	مجموعی اخراجات، گردش قرضے کے تصفیے کو منہا کر کے
ماخذ: وزارت خزانہ				

محاصل میں اضافے کے ساتھ حکومت کو مالیاتی یکجائی کی حکمت عملی کے طور پر اخراجات میں کٹوتی کی ضرورت ہے۔ مالیاتی حکام نے بظاہر اس مقصد کے حصول کی سمت کچھ پیش رفت کی ہے کیونکہ جاری اخراجات کی نمو مالی سال 13ء کے مقابلے میں تقریباً ایک چوتھائی رہ گئی ہے۔ ایسا شرح ہائے سود میں خاصی کمی کے باعث ممکن ہوا جس کی وجہ سے مالی سال 14ء میں سودی ادائیگیوں میں کمی واقع ہو گئی۔¹⁹ زرعانت گزشتہ برس کی اسی سطح پر ہے جبکہ غیر سودی اور غیر زرعانت جاری اخراجات میں 16.9 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس 5.2 فیصد رہی تھی (جدول 4.3)۔²⁰ پہلی سہ ماہی میں غیر سودی اور غیر زرعانت اخراجات کا سبب سرکاری ملازمین، سرکاری پینشنرز اور دفاعی ملازمین کو ایڈ ہاک بنیادوں

پر انکریمنٹ دینا تھا۔ ترقیاتی اخراجات میں پی ایس ایز کو خالص قرض گاری میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر معمولی اضافہ ہوا

¹⁹ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری اخراجات میں 6.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 23.7 فیصد بڑھے تھے۔

²⁰ غیر سودی غیر زرعانت جاری اخراجات وہ جاری اخراجات ہیں جن میں سودی ادائیگیوں اور زرعانت کو منہا کر دیا جاتا ہے۔

جدول 4.4: صوبائی مالیاتی آپریشنز - پہلی سہ ماہی										
ارب روپے										
پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	تمام صوبے	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	تمام صوبے	
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	
159.3	164.6	103.5	113.8	51.3	62.7	38.9	47.3	353.0	388.4	مجموعی حاصل
128.7	136.4	73.0	93.0	43.3	51.5	32.8	41.8	277.8	322.7	وفاتی حاصل میں حصہ
10.8	22.5	16.3	17.0	0.9	2.3	0.2	0.3	28.2	42.1	ٹیکس
12.3	5.5	9.2	0.9	1.3	3.2	1.6	1.2	24.4	10.7	غیر ٹیکس
7.6	0.1	5.0	3.0	5.8	5.8	4.3	4.0	22.7	12.9	وفاتی قرضے و منتقلیاں
105.8	117.3	66.1	80.7	49.9	44.9	22.7	23.9	244.5	266.8	مجموعی اخراجات
87.6	102.1	61.7	69.3	37.9	38.3	19.2	22.5	206.5	232.2	جاری
18.2	15.1	4.4	11.5	12.0	6.6	3.4	1.4	38.0	34.6	ترقیاتی
53.6	47.3	37.4	33.1	1.4	17.8	16.2	23.4	108.5	121.6	مجموعی توازن
-30.5	-27.1	-29.6	-28.9	-10.4	-11.7	-15.0	-24.7	-85.4	-92.4	* ماکاری
* شماریاتی فرق کے باعث مجموعی توازن اور ماکاری کے اعداد و شمار میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ ماکاری کے اعداد و شمار سے صوبوں کی اصل میزانیہ پوزیشن معلوم ہوتی ہے۔										
ماخذ: وزارت خزانہ										

جس کی وجہ اس مدت کے دوران گردش قرضے کی بھاری بھرکم مطابقت تھی۔²¹ مزید برآں، وفاتی ترقیاتی اخراجات کے پروگرام میں بھی سہ ماہی کے دوران صحت مند نمونہ ہوئی۔

جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی ہے کہ اخراجات میں کمی کی حکومتی صلاحیت کا دار و مدار زراعت اور بجلی کے شعبے کو گردش قرضوں کا تصفیہ کرنے کے لیے ادائیگیوں کو قابو میں رکھنے پر ہوگا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے حکومت نے صنعتی صارفین²² کے لیے بجلی کی قیمت میں اضافہ کیا تھا۔ اس کا اثر بظاہر نظر نہیں آتا کیونکہ مالی سال 14ء کے دوران بجلی کے شعبے کے زراعت کا حجم گزشتہ برس کی سطح پر ہی تھا۔ مزید برآں، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جون 2013ء میں بھاری مطابقت کے بعد گردش قرضہ ایک بار نمودار ہو گیا ہے (باب 1)۔

بحیثیت مجموعی، سال بسال سست روی کے باوجود پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی اخراجات پورے سال کے بجٹ تخمینے کا تقریباً 30.9 فیصد رہے۔ سال کے دوران اخراجات میں جارحانہ اضافے کے باعث مالیاتی حکام کے لیے اخراجات کو سالانہ ہدف کے مطابق رکھنے میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔

صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی مالیاتی صورتحال میں مزید بہتری آئی اور گزشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں 12.1 فیصد فاضل رہا (جدول 4.4)۔ اس بہتری کا سبب مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں محاصل میں 50.0 فیصد اضافہ تھا۔ اس اضافے میں بڑا حصہ پنجاب کا تھا جسے خدمات پر سیلز ٹیکس وصولیوں میں اضافے سے فائدہ پہنچا۔²³ پنجاب اور سندھ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خیبر پختونخوا نے

21 حکومت نے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 138 ارب روپے کے گردش قرضے کی مطابقت کی تھی۔ یہ تصفیہ کا غیر نقد جز تھا جو کہ جون 2013ء میں دیا گیا۔

22 نومبر 2013ء میں ملکی صارفین کے لیے بھی بجلی کی قیمت میں اضافہ کیا گیا تھا۔

23 پنجاب نے گزشتہ برس خدمات پر سیلز ٹیکس کی وصولی شروع کی تھی۔

اگست 2013ء میں اپنی محصولاتی اتھارٹی قائم کی جس سے مستقبل میں صوبائی محصولات میں مزید بہتری آنے کا امکان ہے۔²⁴

اخراجات کے لحاظ سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے سے صوبائی جاری اخراجات بڑھ گئے۔ تاہم، اس اضافے کے ایک حصے کا اثر سندھ کے علاوہ باقی تمام صوبوں کے ترقیاتی اخراجات میں کمی سے زائل ہو گیا۔

جدول 4.5: پاکستان کے سرکاری قرضے کا خاکہ			
ارب روپے			
تہدیل	جنوری 13ء	ستمبر 13ء	تہدیل
1,020.4	15,514.5	14,494.0	سرکاری قرضہ
634.0	10,154.9	9,520.9	سرکاری ملکی قرضہ
386.4	5,359.5	4,973.1	سرکاری بیرونی قرضہ
361.1	4,672.2	4,311.1	حکومتی بیرونی قرضہ
6.5	441.3	434.8	آئی ایم ایف کا قرضہ
18.9	246.1	227.2	بیرونی واجبات
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

4.4 سرکاری قرضہ

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 10 کھرب روپے کے اضافے سے پاکستان کا سرکاری قرضہ آخر ستمبر 2013ء تک بڑھ کر 150.5 کھرب روپے تک پہنچ گیا (جدول 4.5)۔ یہ کسی سال کی ایک سہ ماہی میں ہونے والا سب سے بلند اضافہ تھا اور اس میں ملکی و بیرونی قرضوں دونوں نے اہم کردار ادا کیا۔ معیشت کو درپیش قرضوں کے چنگل

کے خطرے کو مد نظر رکھتے ہوئے وسیع البینا مالیاتی اصلاحات کے فوری نفاذ کی ضرورت ہے۔ مالیاتی اصلاحات کے ایک منظم ایجنڈے کے ذریعے ہی ملک کے سرکاری قرضوں اور جی ڈی پی کے تناسب میں پائیدار کمی لانا ممکن ہوگی۔

سرکاری قرضوں میں ہونے والا تقریباً 40 فیصد اضافہ پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کا نتیجہ تھا جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی قرضہ بڑھانے کا باعث بنا۔ خاص طور پر امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کا نتیجہ بیرونی قرض کی روپے کی قدر میں 348.3 ارب روپے اضافے کی صورت میں نکلا جبکہ جاپانی ین کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر گرنے سے اس مدت کے دوران سرکاری قرضوں میں مزید 58 ارب روپے کا اضافہ ہو گیا۔ جہاں تک ملکی قرضوں کا تعلق ہے اس اضافے کا اہم سبب مالیاتی فرق پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے میزانیہ قرض گیری تھی۔ تاہم، ملکی قرضوں میں ہونے والا اضافہ سہ ماہی کی میزانیہ ضروریات کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھا۔ حکومت نے ملکی ذرائع سے 314.1 ارب روپے کی مالکاری حاصل کی²⁵ لیکن ملکی قرضے سہ ماہی میں 634.0 ارب روپے اضافے کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس فرق کا سبب یہ تھا کہ حکومت نے ضرورت سے زیادہ قرضہ لیا اور اضافی فنڈز کو اسٹیٹ بینک کے پاس رکھی گئی امانتوں میں جمع کرا دیا۔²⁶ اس لیے، قرضوں کے حجم میں اضافہ میزانیہ قرض گیری کو ظاہر کرتا ہے جبکہ خسارے کی مالکاری خالص میزانیہ ضروریات پر مبنی ہے، علاوہ حکومتی امانتوں کے۔²⁷

24 اتھارہویں ترمیم کے تحت خدمات پریکٹس کی صوبوں کو منتقلی کے باعث سندھ اور پنجاب نے مالی سال 12ء اور مالی سال 13ء سے وصولی کرنا شروع کی تھی جبکہ خیبر پختونخوا نے بھی اگست 2013ء سے اپنی محصولاتی اتھارٹی قائم کر دی تھی۔

25 ہمیں یہ اعداد و شمار سہ ماہی میں 1286.9 ارب روپے کے بجٹ خسارے سے بیرونی مالکاری میں 27.2 ارب روپے کی خالص کمی کا اضافہ کرنے سے حاصل ہوئے ہیں۔

26 مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے پاس حکومتی امانتوں میں 1384.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

27 آخر اکتوبر 2014ء کو ملکی قرضے کا حجم آخر ستمبر 2013ء کی پوزیشن کے مقابلے میں 264 ارب روپے کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا اہم سبب حکومت کی جانب سے اپنے قرضے کی مرکزی بینک کو واپسی تھی۔

قلیل مدتی ماکاری کے لیے ملکی وسائل پر زیادہ انحصار پالیسی سازوں کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں جہاں ملکی قرضے کا بڑا حصہ غیر بینک اداروں یا بیرونی رہائش پذیر افراد کی تحویل میں ہے، پاکستان کے ملکی قرضوں کا دو تہائی حصہ صرف ملکی کمرشل بینکوں کا ہے۔ ایسا رواں اور مستقل قرضہ جاتی تمسکات میں غیر بینک سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے اقدامات کے باوجود دیکھنے میں آیا ہے۔²⁸

جہاں تک ملکی قرضوں میں بیرونی سرمایہ کاری کا تعلق ہے حتمی ٹیکس واجبات کے متعلق غیر یقینی کیفیت اور بعض ملکوں سے مخصوص خطرات نے روپے کے قرضہ جاتی تمسکات کی بیرونی ملکیت کو بے حد پست سطح پر رکھا ہے (باکس 4.2)۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کے سابقہ جائزوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ صورتحال پاکستان کے سرکاری قرضوں کی کمزوری کو بڑھا دیتی ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں اجرائے ثانی اور شرح سود کے خطرات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایسے خطرات کسی حد تک سامنے آئے ہیں۔

قلیل مدتی رواں قرضہ میں اجرائے ثانی کے خطرات

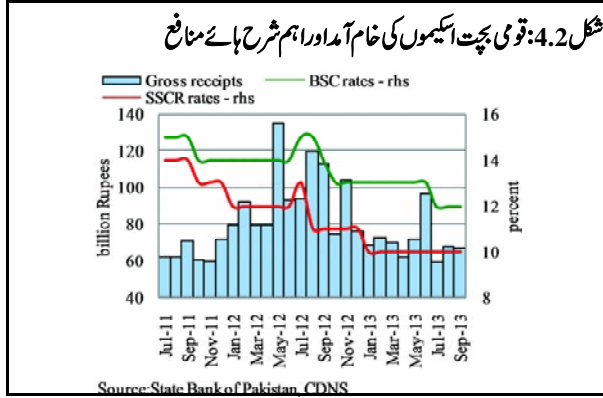
پالیسی ریٹ میں اضافے کی توقع کرتے ہوئے بینکوں نے بڑی حد تک خود کو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹی بل کی نیلامیوں میں شرکت سے دور رکھا (باب 3)۔ اس کے نتیجے میں حکومت کو کمرشل بینکوں کو قرضوں کی واپسی کے لیے مرکزی بینک پر انحصار کرنا پڑا جس کا نتیجہ قرض گیری کی صفر سہ ماہی حد کی خلاف ورزی کی صورت میں نکلا۔ تاہم، حکومت نے آئی ایم ایف کی جانب سے اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری کے لیے مقررہ حد کی پاسداری بھی کرنا تھی۔ اس ضمن میں 13 ستمبر 2013ء کو ڈسکاؤنٹ ریٹ میں اضافے سے حکومت کو ٹی بل نیلامیوں میں کمرشل بینکوں کی دلچسپی بحال کرنے میں مدد ملی۔ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کی آخری ٹی بل نیلامی میں حکومت 514.9 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب رہی جو کہ کسی ایک سہ ماہی میں جمع کی جانے والی سب سے بڑی رقم ہے۔ اس سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری کے لیے آئی ایم ایف کی جانب سے مقرر کردہ آخر ستمبر کا ہدف پورا کرنے میں مدد ملی تھی کیونکہ حکومت نے مرکزی بینک کے قرضے کا ایک حصہ واپس کر دیا تھا اور مرکزی بینک میں حکومتی امانتوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پی آئی بیز پر کشش نہیں تھیں

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پی آئی بیز کے اسٹاک میں بھی آخر جون کے مقابلے میں معمولی کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ اس کا سبب کمرشل بینکوں کی جانب سے اپنی تحویل میں موجود پی آئی بیز کے اسٹاک میں کمی کرنا تھا کیونکہ انہوں نے اپنے پی آئی بیز کا ایک حصہ بیمہ کمپنیوں اور دیگر غیر بینک مالی اداروں کو منتقل کر دیا تھا۔²⁹

ڈسکاؤنٹ ریٹ کے بارے میں بدلتے ہوئے احساسات اور پی آئی بیز میں بینکوں کے پہلے سے بلند اکتشاف نے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مزید سرمایہ کاری کے لیے ان کی حوصلہ شکنی کی۔ حتیٰ کہ سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں 50 بی پی اے کا اضافہ بھی پی آئی بیز میں ان کی

28 قرضہ منڈی کو متوجہ بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایم ٹی بیز اور پی آئی بیز دونوں کی نیلامیوں میں غیر مسابقتی بولیوں کے ذریعے افراد اور چھوٹے ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو شرکت کی اجازت دی، اپنے ایف ایس سی ڈی سرکچر نمبر 07/18، بتاریخ 06 جون 2009ء اور 04 دسمبر 2010ء کے ذریعے۔
29 ٹی بلز کے اسٹاک 90 فیصد کمرشل بینکوں کی تحویل میں ہے جبکہ پی آئی بیز میں بینک و غیر بینک اداروں کی ملکیت تقریباً مساوی ہے۔



دلچسپی بحال کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوا اور سہ ماہی کے دوران منعقد کی جانے والی تمام سہ ماہیوں میں پیشکش کردہ رقوم ہدف سے خاصی کم تھیں (باب 3)۔³⁰ دوسری جانب، حکومت طویل مدتی قرض گیری میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی اور اس نے ان نیلامیوں میں پیشکش کردہ رقوم کو قبول نہیں کیا۔³¹ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی سے یہ رجحان تبدیل ہو گیا ہے۔ سہ ماہی کے دوران منعقد ہونے والی پی آئی بی کی تین نیلامیوں میں مجموعی طور پر 105.6 ارب روپے جمع کیے گئے۔ 30 جنوری 2014ء کو منعقد ہونے والی نیلامی کے نتائج زیادہ حوصلہ افزا تھے جس میں حکومت کو 195.8 ارب روپے حاصل ہوئے۔

جدول 4.6: پاکستان کے سرکاری قرضے اور واجبات

ملین امریکی ڈالر

جدیلی	ستمبر 13ء	جون 13ء	
385	50,560	50,176	سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات
580	44,076	43,496	حکومتی قرضہ
-224	4,163	4,387	آئی ایم ایف
29	2,321	2,292	بیرونی واجبات
	12.9	12.0	قرضوں کی واپسی / زرمبادلہ آمدنی
			ماخذ: بینک دولت پاکستان

منافع میں کمی سے قومی بچت اسکیموں میں سرمایہ کاری کی

حوصلہ شکنی ہوئی
اپریل 2012ء میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری کے منتخب آغاز کے بعد مالی سال 13ء کے چند مہینوں میں خام رقوم کی آمد میں تیزی دیکھی گئی۔ تاہم، یکم جنوری 2013ء کو شرح ہائے منافع میں کمی کی وجہ سے اس عارضی تیزی کا سلسلہ بظاہر رک گیا ہے (شکل 4.2)۔ جولائی 2013ء سے شرحوں میں اگلی کٹوتی کے بعد قومی بچت اسکیموں پر منافع گزشتہ نو برسوں کی پست ترین سطح پر آ گیا۔ عرصیتوں کی تکمیل کے تسلسل کے باعث مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں جمع کی جانے والی خالص رقوم کم ہو گئیں۔

بیرونی قرضے اور واجبات

1.3 ارب ڈالر کی واپسی کے باوجود مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستانی کے سرکاری قرضوں اور واجبات میں اضافہ دیکھا گیا (جدول 4.6)۔ اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر گرنے کے نتیجے میں پاکستان کو مبادلہ میں خاصا نقصان پہنچا جس کا نتیجہ سہ ماہی کے دوران قرضہ جاتی حجم میں 548.5 ملین ڈالر اضافے کی صورت نکلا تھا۔³²

³⁰ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اس پیشکش اور ہدف کا تناسب 0.57 تھا۔

³¹ 85.5 ارب روپے کے مقابلے میں حکومت نے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی نیلامیوں میں 65.9 ارب روپے حاصل کیے۔

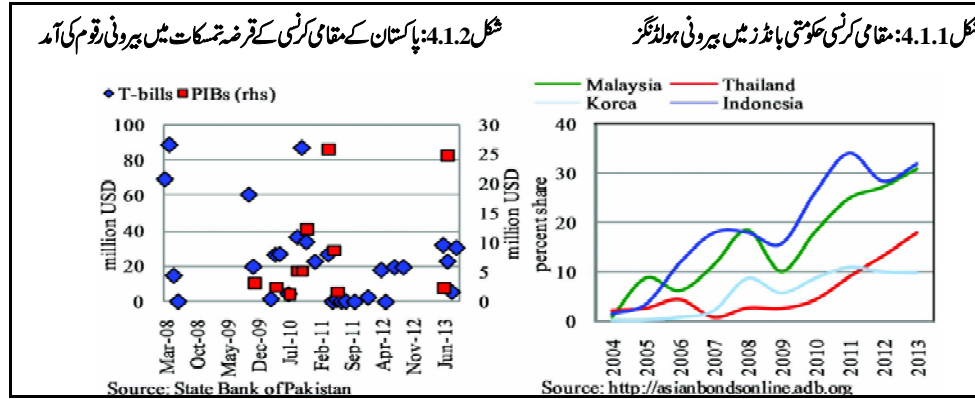
³² اس مدت کے دوران یورو، جاپانی ین اور ایس ڈی آر کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں کمی واقع ہوئی۔

گذشتہ چند برسوں سے بیرونی قرضوں میں کمی کا رجحان تھا جو آئی ایم ایف سے توسیعی فنڈسہولت (ای ایف ایف) کے ساتھ ختم ہو گیا۔ آئی ایم ایف اور دیگر کثیر فریقی قرض دہندگان سے مزید رقوم کی آمد آئندہ مہینوں میں پاکستان کے بیرونی قرضے میں اضافہ کر سکتی ہے۔ بیرونی قرضوں میں اضافے اور زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی نے مالی سال 14ء کے ابتدائی تین مہینوں کے دوران معیشت میں بیرونی قرضوں کی واپسی کی صلاحیت کو محدود کر دیا تھا (جدول 4.7)۔

باکس 4.2: پاکستان میں شرح سود کی حرکت پذیری اور سرمایہ جاتی رقوم کی آمد

کسی بھی ملک میں بیرونی رقوم کی آمد کی درجہ بندی بطور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، جزوئی سرمایہ کاری، بیرونی قرضے، ترسیلات زر، اور قرضہ جاتی تسکات میں بیرونی سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ عام طور پر میزبان ملک کے شرح ہائے سود میں اضافے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ملک بیرونی سرمایہ جاتی رقوم کی بلند سطح کو متوجہ کر سکتا ہے تاہم یہ تعلق ہمیشہ برقرار نہیں رہتا۔ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور جزوئی سرمایہ کاری منفی ربط کو ظاہر کرتی ہے جبکہ ترسیلات زر اور بیرونی قرضے شرح سود میں ہونے والے اتار چڑھاؤ کے مقابلے میں حساس نہیں ہوتے۔ اس لیے مقامی قرضہ جاتی تسکات (بانڈ منڈی) میں بیرونی سرمایہ کاری ہی وہ واحد ذمہ ہے جو شرح سود کی حرکت پذیری کے اثر کا تجزیہ کرنے کے لیے اہم ہے۔

پاکستان کا معاملہ: دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کی مقامی کرنسی کی بانڈ منڈیوں میں عالمی سرمایہ کاری کا حصہ قابل ذکر ہے جبکہ ان کے مقابلے میں پاکستان کو ملکی قرضہ جاتی تسکات میں بہت کم بیرونی رقوم موصول ہوتی ہیں (شکل 4.1.1)۔ مالی سال 11ء کے دوران پاکستان کے ٹی بیلز میں 212 ملین ڈالر کی بیرونی رقوم کی آمد ہوئی، جو اس کی بلند ترین سطح ہے لیکن آخر جون 2011ء تک ٹی بیلز کے اشناک میں اس کا حصہ صرف 0.9 فیصد تھا۔ دوسری جانب، پی آئی بیز میں بیرونی سرمایہ کاری کسی بھی سال 100 ملین ڈالر کا نشانہ تک عبور نہیں کر سکی (شکل 4.1.2)۔ قومی بچت اسکیموں میں بین الاقوامی سرمایہ کاری کا ڈیٹا دستیاب نہیں ہے لیکن سبھی شواہد سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ان اسکیموں میں بیرونی شرکت کی سطح بہت معمولی رہی۔³³



اس کمزور کارکردگی کی کئی وجوہات ہیں۔ لٹریچر میں شرح سود کا تفرق، مضبوط معاشی مبادیات، مستحکم شرح مبادلہ وگرانی³⁴ اور بانڈ منڈی کی ترقی کی وسعت³⁵ کو مقامی قرضہ جاتی منڈیوں میں بیرونی رقوم کی آمد کو متوجہ کرنے والے اہم عوامل قرار دیا گیا ہے، برگر اور دارووک (2004ء)۔³⁶ تاہم، ان محاذوں پر پاکستانی معیشت کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہے۔ گذشتہ دس برس میں شرح سود میں تغیر پذیری کے کئی ادوار آئے ہیں جبکہ وگرانی زیادہ تر دو ہندسی رہی (شکل 4.1.3)۔

33 غیر اقامتی پاکستانیوں کی رقوم کو متوجہ کرنے کے لیے سی ڈی این ایس نے اب تک صرف بحرین اور متحدہ عرب امارات کے ساتھ باضابطہ سمجھوتے کیے ہیں۔

34 شرح مبادلہ میں تیزی سے کمی مقامی کرنسی بانڈز پر منافع میں تغیر پذیری کو بڑھا دیتی ہے جس سے بیرونی سرمایہ کاروں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اسی طرح، بلند وگرانی سے میزبان ملک میں سرمایہ کاری شدہ فنڈز کی قوت پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے بیرونی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے (ماخذ: گوراؤ وچلون 2010ء)۔

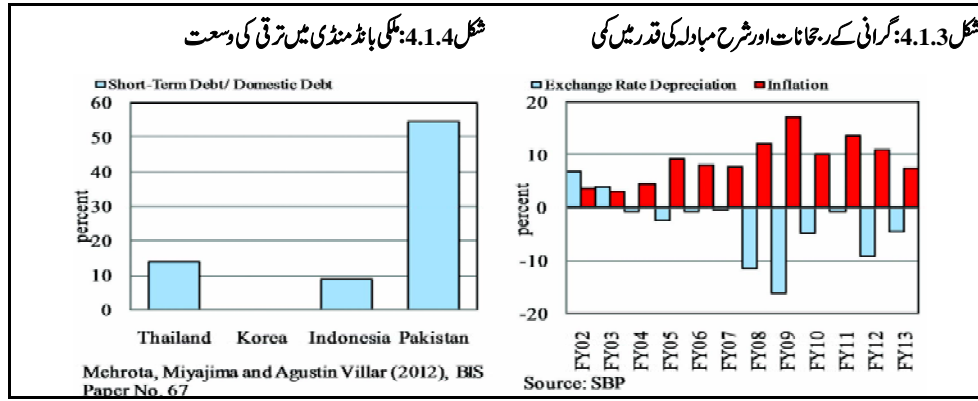
35 بانڈ منڈی کی ترقی کی وسعت کی پیمائش منڈی کے حجم، تسکات کے لحاظ سے بانڈز کے اجزائے ترکیبی، آلات کی قسم اور سرمایہ کار پر مبنی تنوع، منڈی کی سیالیت سے کی جاسکتی ہے (ماخذ: مہروتر، میاچیمہ اور وور) ”ابھرتی ہوئی منڈیوں کی اندرون ملک حکومتی بانڈ منڈیوں میں پیش رفت اور اس کے مضمرات“، پی آئی ایس پیپر نمبر 67 (2012ء)۔

36 برگر اور دارووک (2004ء): ”مقامی کرنسی کی بانڈ منڈیوں میں بیرونی شرکت“۔ <http://faculty.darden.virginia.edu/>

جدول 4.1.1: موڈیز کی ریاستی درجہ بندیوں (2013ء)	
امکانات	
پاکستان	منفی
ملائیشیا	مستحکم
تھائی لینڈ	مستحکم
انڈونیشیا	مستحکم
کوریہ	مستحکم
ماخذ: بلوم برگ	

جہاں تک بانڈ منڈی کی ترقی کا تعلق ہے مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے اندرونی ذرائع سے قرضوں پر حکومت کے بڑھتے ہوئے انحصار کی وجہ سے ملکی قرضہ منڈی کا حجم بڑھ گیا ہے اور ملکی قرضہ کے اجزائے ترکیبی کا رخ قلیل مدتی رواں قرضوں کی جانب ہو گیا ہے۔ اس سے نہ صرف طویل مدتی قرضہ منڈی کی سیالیت میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے بلکہ نشانیدہ بانڈ کی ترقی بھی محدود ہو جاتی ہے۔ یہ صورتحال دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے بالکل برعکس ہے جو اپنے مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے طویل مدتی معین بانڈز پر زیادہ انحصار کرتے ہیں (شکل 4.14)۔

ان عوامل کے علاوہ سیکورٹی خدشات اور غیر یقینی سیاسی صورتحال بھی وہ



اہم عوامل ہیں جو پاکستان کی قرضہ منڈی میں بیرونی قرضوں کی آمد کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ اس کی عکاسی موڈیز پر بھی عالمی درجہ بندی کرنے والی ایجنسیوں کی جانب سے دیگر ملکوں کے مقابلے میں پاکستان کو دی جانے والی پست ریاستی درجہ بندی سے بھی ہوتی ہے (جدول 4.1.1)۔ اس کے نتیجے میں دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں پاکستان کے طویل مدتی بانڈز پر بے حد پرکشش یافتوں کے باوجود ملک میں بیرونی قرضہ کو متوجہ نہیں کر سکتا (شکل 4.1.5)۔ ہمارے اندرونی تخمینوں سے نشانہ دی ہوئی ہے کہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں نمایاں کمی کے باوجود پاکستان کے طویل مدتی بانڈز میں سرمایہ کاری عالمی سرمایہ کاروں کے لیے نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے (شکل 4.16) تاہم مذکورہ مسائل جن پر پہلے بحث کی جا چکی ہے، وہ ملک میں بیرونی قرضوں کی آمد میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

اس صورتحال میں ہم نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ملکی شرح ہائے سود میں اضافے سے ہماری بانڈ منڈی میں سرمایہ جاتی قرضوں کی آمد کے بڑھنے کا امکان نہیں ہے۔ دوسری جانب، ملکی اسٹاک مارکیٹ کی کارکردگی پر مبنی اثر کے ذریعے یہ صورتحال ایکویٹی منڈی میں بیرونی قرضوں کی آمد کی حوصلہ شکنی کا باعث بن سکتی ہے۔

